انصاف کی فراہمی میں ریاستی ذمہ داریاں: قرآن وسنت کی روشنی میں تحقیقی جائزہ

State's responsibilities for providing justice: A research review in the light of Quran and Sunnah

Hafiz Munir Ahmad Cheema
M.Phil Scholar,University of Sialkot, Sialkot:
asjalcheema@gmail.com

M. Akbar Ali
M.Phil Scholar,University of Sialkot, Sialkot:
hakbarali500@gmail.com

Saba Tufail
M.Phil Scholar,University of Sialkot, Sialkot:
21203019-005@uskt.edu.pk

Abstract:
Basically Islamic state has religious values and lays stress for upholding justice.The institutions that human beings have developed for right direction of social life, among them the institution of state is basic and important. There are four pillars of a state, establishment, judiciary, journalist and senate. Judiciary is the most important. If judiciary is strong, then people may get justice soon, then state can flourish speedily by upholding justice. A state can survive with cruelity but it can not survive with injustice. Modren Era is also age of complex problems alongwith scientific progress by discriminating among the problems of modern era, and using them wisely are the best quality of a justice. As it is said in Holy Quran "No doubt, Allah orders for justice and equity". The complications found in today,s modern age, are widening the scope a state. Along with law and order discipline, the provision of justice is also duty of a state. The state of Madina founded by Hazrat Muhammad (PBUH) and its system is a splendid and practical model. He upheld justice in every field of life along with state matters. In this subject we will try to show those facters through which justice can be upheld in a state.

Keywords: *Quran, Sunnah, State, Justice, Responsibility.*

انصاف کے لغوی واصطلاحی معنی:

لغت کے اعتبار سے "انصاف" سے مراد "دو ٹکڑے کرنا" فیصلہ کرنا" ہے، انصاف کا دوسرا نام "عدل" ہے، جس سے مراد کسی چیز کو اس کے صحیح مقام پر رکھنا ہے، حق دار کو اس کا پورا پورا حق دینا ہے، اس کی ضد ظلم ہے اور زیادتی

ہے، ظلم سے مراد کسی کے حق کو اس کا مقام نہ دینا، کسی کے ساتھ ناحق سلوک کرنا، حق کو ضبط کر لینا ہے، انصاف کے ہم معنی ایک اور لفظ "قسط" ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے پسند فرمایا ہے، ارشاد ربانی ہے:

إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِينَ[1]

ترجمہ: بے شک اللہ انصاف کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔

اسلام کا بنیادی اصول عدل ہے کہ عدل ہر ایک کے لیے یکساں ہو، مکمل طور پر غیر جانبدارانہ انداز میں فراہم کیا جائے اسلام کی رو سے انصاف ہر ایک کے لیے منصفانہ ہو، شہزادہ ہو یا اجنبی، اچھا ہو یا برا، مسلمان ہو یا غیر سے کوئی فرق روا نہیں رکھتا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُونُوا قَوَّامِينَ بِالْقِسْطِ شُهَدَاءَ لِلَّهِ وَلَوْ عَلَى أَنْفُسِكُمْ أَوِ الْوَالِدَيْنِ وَالْأَقْرَبِينَ إِنْ يَكُنْ غَنِيًّا أَوْ فَقِيرًا فَاللَّهُ أَوْلَى بِهِمَا فَلَا تَتَّبِعُوا الْهَوَى أَنْ تَعْدِلُوا وَإِنْ تَلْوُوا أَوْ تُعْرِضُوا فَإِنَّ اللَّهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرًا[2]

ترجمہ: اے ایمان لانے والو عدل قائم کرنے والے اور اللہ تعالی کی خاطر گواہی دینے والے بنو۔ خواہ یہ خود تمہارے، تمہارے والدین یا قریبی رشتہ داروں ہی کے خلاف کیوں نہ جائے۔ خواہ کوئی امیر ہو یا غریب، اللہ تعالی ہر دو کی نگہداشت کی بہترین اہلیت رکھتا ہے۔ تم خواہشات نفس کے پیچھے چل کر عدل کرنے سے باز نہ رہنا۔ اگر تم نے جھوٹی شہادت دی یا شہادت دینے سے باز رہے تو (یاد رکھو) اللہ یقینا تمہارے سب اعمال سے واقف ہے۔

انصاف کو یوں بیان کیا جا سکتا ہے کہ جس کا حق ہے اسے پورا پورا حق دیا جائے، اسے نہ گھٹایا جائے نہ بڑھایا جائے، رنگ، نسل، مذہب، علاقائیت، لسانیت، صوبائیت یا ذات پات کی تفریق نہ کی جائے۔

ریاست کا مفہوم:

انسان نے اپنی اجتماعی زندگی گزارنے کے لیے اور تہذیب کو فروغ دینے کے لیے جو ادارے قائم کیے ہیں ان میں بنیادی ادارہ ریاست ہے، ریاست سے مراد معاشرے کی سیاسی تنظیم یا حکومت کا ادارہ ہے۔ ریاست انسانی انجمن کی ایک شکل ہے جو اپنے مقصد، تنظیم اور تنظیم کے لحاظ سے دوسرے سماجی گروہوں سے ممتاز ہے۔ مغربی ریاست کی تاریخ قدیم یونان سے شروع ہوتی ہے۔ افلاطون اور ارسطو نے سٹی سٹیٹ کو انجمن کی ایک مثالی شکل کے طور پر لکھا،

---

[1] المآئدہ 5:42

[2] النسآء 135:4

جس میں پوری کمیونٹی کی مذہبی، ثقافتی، سیاسی اور اقتصادی ضروریات پوری کی جاسکتی ہیں۔ یہ شہری ریاست، بنیادی طور پر اس کی خود کفالت کی خصوصیت ہے، ارسطو نے انسانی کردار میں اخلاقیات کو فروغ دینے کے ذریعہ کے طور پر دیکھا۔ یونانی نظریہ قوم کے جدید تصور سے زیادہ درست طریقے سے مطابقت رکھتا ہے۔ یعنی ایک مقررہ علاقے کی آبادی جو ایک مشترکہ زبان، ثقافت اور تاریخ کا اشتراک کرتی ہے۔

اسلامی ریاست کا تصور:

اسلام نے اپنی ریاست کی اہمیت سے کبھی انکار نہیں کیا، لفظ ریاست عربی زبان کے لفظ "راس" سے اخذ کیا گیا ہے۔ جس کے معنی سردار یا حاکم کے ہیں۔ اس سے لفظ رئیس بنا ہے۔ جو قوم کا امیر یا خلیفہ ہوتا ہے۔ گویا ریاست سے مراد خطہ زمین پر ایک امیر کے ماتحت منظم زندگی گزارنے والے لوگ ہیں۔

تعریف :"حضرت شاہ ولی اللہ کے الفاظ میں اہل مدینہ سے مراد لوگوں کی ایسی جماعت ہے جو کسی خاص علاقے میں رہتے ہوں ان کی اپنی حکومت ہو جو داخلی اور خارجی امور میں پوری طرح آزاد ہو"۔[3]

اسلام کا پیش کردہ حکومت اور ریاست کا تصور اس اہم اور بنیادی اصول پر مبنی ہے کہ حاکمیت اعلیٰ صرف اللہ تعالیٰ کی ہے اور زمین کی طاقتیں اللہ تعالیٰ کی امانت ہیں اور دنیاوی حاکم اللہ کے حضور اپنے اختیارات کے جواب دہ ہیں۔ ارشاد ہوتا ہے:

إِنِ الْحُكْمُ إِلَّا لِلَّهِ[4]

ترجمہ: حاکمیت اللہ کے سوا کسی کی نہیں ہے۔

انصاف کی فراہمی میں ریاستی ذمہ داریاں:

انصاف فراہم کرنے کے لیے ریاست کی ذمہ داریوں کو مندرجہ ذیل نکات سے واضح کریں گے۔

انصاف کے تقاضے:

انصاف کی فراہمی کے لیے ریاست کی ذمہ داری ہے کہ وہ انصاف کے تقاضے پورے کرے، انصاف کے مندرجہ ذیل تقاضے ہیں:

---

[3] میاں محمد اشرف، شعورِ سیاسیات (گوجرانوالہ: انفال ایجوکیشن اکیڈمی 1962ء)

[4] یوسف 40:12

سچی گواہی:

گواہ سے مراد وہ شخص ہوتا ہے جو کسی واقعہ یا معاملے کے بارے میں ٹھوس معلومات رکھتا ہو۔ قانونی طور پر گواہ اس آدمی یا عورت کو کہتے ہیں۔ جو رضاکارانہ طور پر یا جبر کے تحت حلفیہ گواہی دیتا ہے، خواہ وہ اس کے بارے میں جانتا ہو یا کوئی معلومات رکھتا ہو، کہ سچی گواہی اور انصاف ناگزیر ہے، وہ سچی گواہی قابل تعریف بھی ہے اور یہ عدلیہ کی بنیاد بھی ہے۔ سچی گواہی اور جھوٹی گواہی نہ ہونے سے عدل وانصاف کے تقاضے پورے نہیں ہو پاتے، پولیس اصل مجرم تک پہنچ جاتی ہے لیکن جھوٹی گواہی کی وجہ سے کئی بار بے گناہ لوگ مارے جاتے ہیں، کئی بار سزائے موت کا قیدی بارہ سال بعد بری ہو جاتا ہے کیونکہ انصاف کا نظام سچی گواہی کے بغیر نہیں چل سکتا اور جھوٹی گواہی دینا ظلم ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

" إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تُؤَدُّوا الْأَمَانَاتِ إِلَى أَهْلِهَا وَإِذَا حَكَمْتُمْ بَيْنَ النَّاسِ أَنْ تَحْكُمُوا بِالْعَدْلِ"

ترجمہ: جب لوگوں کا (خواہ وہ کسی بھی مذہب کے ماننے والے ہوں) تصفیہ (فیصلہ) کیا کرو تو عدل سے تصفیہ کیا کرو۔

حق وانصاف کی سربلندی:

حق وانصاف کی سربلندی ریاست اور قوم کی بقاء کی ضمانت دیتی ہے، جب کسی قوم میں یہ بات عام ہو جاتی ہے کہ جب کوئی بڑا آدمی جرم کرتا ہے تو اس کی سزا مختلف ہوتی ہے اور جب ایک عام آدمی ایک ہی جرم کرتا ہے تو اس کی سزا مختلف ہوتی ہے، تو اس قوم کو تباہی سے کوئی نہیں روک سکتا، جب ایک مظلوم شخص اگر کوئی شکایت لے کر کسی حاکم یا جج کے پاس جائے، اسے بغیر کسی سفارش اور رشوت کے انصاف ملے۔ کوئی شخص اپنے عہدے یا دولت کی وجہ سے انصاف پر اثر انداز نہ ہو سکتا ہو۔ عدل وانصاف صفاتِ الٰہیہ میں سے ہیں، ارشاد ہوتا ہے:

وَاللَّهُ يَقْضِي بِالْحَقِّ[5]

ترجمہ: اور اللہ حق کے ساتھ فیصلہ فرماتا ہے۔

دشمن سے بھی انصاف:

اسلام عالمگیر مذہب ہے اور پوری انسانیت کے لیے انصاف کا درس دیتا ہے یہاں تک کہ دشمن کے ساتھ بھی انصاف کا حکم دیتا ہے ارشادِ باریٰ تعالیٰ ہے:

"وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَآنُ قَوْمٍ عَلَى أَلَّا تَعْدِلُوا"[6]

---

[5] المؤمن 20:40

ترجمہ: اور کسی قوم کی دشمنی آپ کو انصاف سے عاجز نہ کر دے۔

اللہ کے نزدیک انسانوں کے پسندیدہ رویے اور عدل:

اللہ تعالیٰ نے انسان کو بتایا ہے کہ وہ کون سے رویے پسند کرتا ہے اور کیوں پسند کرتا ہے۔ انسان کے رویوں کو پسند کرنے سے اللہ تعالیٰ کو کوئی فائدہ نہیں پہنچتا بلکہ انسان کو ہی اس کا ثمر ملتا ہے جیسا کہ ناپ تول میں انصاف کرنے کو اللہ نے پسند فرمایا ہے لیکن اس کا فائدہ انسان کو ہی پہنچتا ہے۔

مثالی معاشرہ اور عدل و انصاف:

عدل و انصاف ہی کی بدولت انسانیت زندہ ہے، اسلام بھلائی اور امن و سلامتی کا دین ہے، اسلام نے معاشرے کے ہر فرد کے حقوق کا تعین کیا ہے اور ساتھ ہی ساتھ اجتماعی زندگی میں فرائض کا تعین بھی کیا ہے۔ انصاف کی بالادستی کے بغیر مثالی معاشرے کا قیام ناممکن ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہر حال میں انصاف کرنے کا حکم دیا ہے اور قوموں کی بقا انصاف سے ہی ممکن ہے۔ دین اسلام میں اس نے ہر ایک کے لیے حقوق کا اہتمام کیا ہے۔

عدلیہ اور پولیس:

عدلیہ کی کاروائی پولیس کی موجودگی میں ہونی چاہیے تاکہ ناگوار گزرنے والے فیصلوں کے خلاف مزاحمت نہ کی جا سکے شریعت مطہرہ کا طریقہ بھی یہی رہا ہے "جب رسول اللہ ﷺ بطور قاضی کے مقدمات کی سماعت کے لیے تشریف فرما ہوتے تھے تو حضرت قیس بن سعد بن عبادہ ایک پولیس آفیسر کی حیثیت سے پیشی میں کھڑے ہوا کرتے تھے۔"[7]

عدل و انصاف مہذب معاشرے کی اساس:

عدل و انصاف کسی بھی مہذب معاشرے کا حسن اور بنیاد ہوتا ہے، دنیا کی کامیاب قوموں میں تہذیب و تمدن کی وجہ سے کسی نہ کسی طریقے سے معاشرے میں مساوات، عدل و انصاف کا دعویٰ اور یقین کیا جاتا ہے۔ آج کل کے معاشرتی و ملکی حالات کو دیکھ کر دکھ ہوتا ہے کہ ہم اپنے خالق کے احکامات سے کتنے دور ہوتے جا رہے ہیں، ملکی سطح پر

---

[6]- المآئدہ 8:5

[7]- مولانا حبیب الرحمان، عدل و انصاف (اسلام آباد: ادارہ تحقیقات اسلامی 2000ء) 25۔

عدل و انصاف کی حالت بہت خراب ہے عام آدمی انصاف کی تلاش میں اپنی زندگی کو ختم کر دیتا ہے جبکہ امیر آدمی کے لیے انصاف لونڈی کی حیثیت اختیار کر گیا ہے۔

مسلمان کی شان اور عدل و انصاف:

یہ ایک مسلمان کی شان ہے کہ جب اسے اللہ اور اس کے رسول کے قانون کے مطابق فیصلہ کرنے کے لیے کہا جائے تو وہ فوراًہاں کہہ دے۔ اور اگر وہ اللہ اور رسول ﷺ کے قانون کے مطابق فیصلہ کروانے میں سستی کرے گا تو اس کا ایمان اتنا ہی کمزور درجہ کا ہو گا۔ کیونکہ اللہ اور اس کے محبوب ﷺ کے فیصلوں کو ماننے والے ہی آخرت میں کامیاب و کامران ہوں گے۔ قرآنِ پاک میں ارشاد ہے:

"إِنَّمَا كَانَ قَوْلَ الْمُؤْمِنِينَ إِذَا دُعُوا إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ أَنْ يَقُولُوا سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا وَأُولَئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ"[8]

ترجمہ: مسلمانوں کا قول تو صرف یہی ہو سکتا ہے کہ جب ان کو (کسی مقدمہ میں) اللہ کی اور اس کے رسولؐ کی طرف بلایا جاتا ہے تا کہ وہ ان کے درمیان فیصلہ کریں کہ وہ (خوشی خوشی) کہہ دیتے ہیں کہ سمعنا و اطعنا (ہم نے سن لیا اور ہم نے مان لیا) اور ایسے ہی لوگ آخرت میں فلاح پائیں گے۔

اسلامی ریاست اور حکمران کی ذمہ داریاں:

اسلامی ریاست حکمران کے لیے ایک ایسا انتظامی ڈھانچہ پیش کرتی ہے جس پر عمل کرتے ہوئے معاشرہ خود بخود پرامن ہو جاتا ہے، اسلام میں حکمران حکمران نہیں قوم کے خادم ہوتے ہیں، ان کے لیے اقتدار سہولت نہیں بلکہ ذمہ داری ہوتا ہے۔ جس کی وجہ سے وہ اپنے آپ کو عوام اور اللہ کے سامنے جواب دہ سمجھتے ہیں اور اپنے اختیارات کو امانت سمجھتے ہوئے استعمال کرتے ہیں۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: قومیں اس وقت ذلیل ہوئیں کہ جب ان کا قانون صرف کمزور اور ناتواں لوگوں تک کے لیے تھا۔

قرآن پاک میں ارشاد ہوتا ہے:

"إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تُؤَدُّوا الْأَمَانَاتِ إِلَى أَهْلِهَا وَإِذَا حَكَمْتُمْ بَيْنَ النَّاسِ أَنْ تَحْكُمُوا بِالْعَدْلِ إِنَّ اللَّهَ نِعِمَّا يَعِظُكُمْ بِهِ إِنَّ اللَّهَ كَانَ سَمِيعًا بَصِيرًا"[9]

---

[8]-النور 51:24

[9]-النسآء 58:4

ترجمہ: بے شک اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ امانتیں انہی لوگوں کے سپرد کرو جو ان کے اہل ہوں اور جب تم لوگوں پر حکومت کرو تو عدل و انصاف کے ساتھ کیا کرو بے شک اللہ تمہیں کیا ہی اچھی نصیحت فرماتا ہے، بے شک اللہ خوب سننے والا خوب دیکھنے والا ہے۔

قرآن مجید اللہ تعالیٰ کی بھیجی ہوئی ایک ایسی بابرکت کتاب ہے جو زندگی کے ہر شعبے میں ہماری مکمل رہنمائی کرتی ہے، یہ کتاب عقائد، عبادات اور معاملات میں انسانوں کی مکمل رہنمائی کرتی ہے، وہیں سیاست اور اس سے متعلقہ بہت سے امور کے بارے میں بڑی واضح ہدایات جاری کرتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حکمرانوں کے اوصاف اور ذمہ داریوں کے متعلق متعدد مقامات پر ارشاد فرمایا ہے، حضرت طالوت کی بادشاہی کے بارے ارشاد ہوتا ہے:

"وَقَالَ لَهُمْ نَبِيُّهُمْ إِنَّ آيَةَ مُلْكِهِ أَنْ يَأْتِيَكُمُ التَّابُوتُ فِيهِ سَكِينَةٌ مِنْ رَبِّكُمْ وَبَقِيَّةٌ مِمَّا تَرَكَ آلُ مُوسَى وَآلُ هَارُونَ تَحْمِلُهُ الْمَلَائِكَةُ إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَةً لَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ"[10]

ترجمہ: اور ان کے نبی نے ان سے کہا کہ بیشک اللہ تعالیٰ نے طالوت کو تمہارا بادشاہ بنایا ہے، اس نے کہا کہ وہ ہم پر کیسے بادشاہی کر سکتا ہے، ہم اس سے زیادہ بادشاہی کے حقدار ہیں، اور اس کو بہت کچھ نہیں دیا گیا جیسا کہ مال۔ اللہ نے اس سے کہا اس نے تم پر برگزیدہ کیا ہے، اور اسے زیادہ علم اور جسم میں کشادگی دی ہے، اور اللہ جسے چاہتا ہے اپنا ملک دیتا ہے، اور اللہ سب کچھ جاننے والا ہے۔

اسلامی ریاست میں حکمرانوں کا احتساب:

اسلام ایک ایسا مثالی معاشرہ قائم کرنا چاہتا ہے جس میں امن و امان کی بالادستی ہو اور انسانوں کے اپنے پیدا کرنے والے کے ساتھ تعلقات صحیح بنیادوں پر استوار ہوں، اور ان کے رابطے بھی خیر خواہی، ہمدردی، مساوات اور محبت پر مبنی ہوں اور کوئی فرد کسی دوسرے کا حق پامال نہ کرے۔ انسانوں کے معاملات درست رکھنے کے لیے ضروری ہے کہ انہیں اچھے کاموں کی دعوت دی جائے اور برے کاموں سے روکا جائے، اسلام میں احتساب کا تعلق صرف عوام کے ساتھ ہی نہیں ہوتا بلکہ اس کا دائرہ کار حکمرانوں تک وسیع ہے، اس لیے محتسب کا فرض ہے کہ وہ حکمران کے خلاف شرع افعال پر بھی کڑی نظر رکھے اور اس سلسلے میں تنبیہ کرنے میں کوتاہی نہ کرے، اسلام میں حکمران اعلیٰ عہدے پر فائز ہوتا ہے اگر حکمران میں درستگی پائی جائے تو عوام کے معاملات بھی درست ہوں گے۔ متعدد احدیث میں

[10]- البقرہ 247:2

حکمرانوں کو ان کے انجام کے بارے میں ڈرایا گیا ہے اور اپنے افعال کو درست رکھنے کی ترغیب دی گئی ہے، حدیثِ رسول ﷺ ہے:

"قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «كُلُّكُمْ رَاعٍ وَمَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ، فَالْإِمَامُ الَّذِي عَلَى النَّاسِ رَاعٍ وَمَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ"[11]

ترجمہ "خبردار تم میں سے ہر شخص محافظ اور نگران ہے اور اس سے ان لوگوں کے بارے میں پوچھ گچھ ہو گی جو اس کی نگرانی میں دیئے گئے ہیں۔ حکمران جو لوگوں کا نگران ہے اس سے اس کی رعیت کے بارے میں پوچھ گچھ ہو گی۔"

اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام کو جب حاکم بنایا تو ان کو نفسانی خواہشات کی پیروی نہ کرنے اور حق کے ساتھ فیصلہ کرنے کا حکم دیا جیسا کہ قرآن پاک میں ارشاد ہوتا ہے:

"يَا دَاوُودُ إِنَّا جَعَلْنَاكَ خَلِيفَةً فِي الْأَرْضِ فَاحْكُمْ بَيْنَ النَّاسِ بِالْحَقِّ وَلَا تَتَّبِعِ الْهَوَى فَيُضِلَّكَ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ إِنَّ الَّذِينَ يَضِلُّونَ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيدٌ بِمَا نَسُوا يَوْمَ الْحِسَابِ"[12]

ترجمہ "اے داؤد ہم نے آپ کو زمین کا خلیفہ بنایا ہے۔ اس لیے لوگوں کے درمیان حق اور انصاف کے ساتھ فیصلہ کرتے رہیں۔ اور آئندہ نفسانی خواہشات کی پیروی نہ کرو۔ اگر ایسا کرو گے تو اللہ کے راستے سے گمراہ ہو جاو گے. اللہ کی راہ سے بھٹکنے والوں کے لیے سخت عذاب ہے کیونکہ وہ یوم حساب کو بھول جاتے ہیں۔"

اسلامی ریاست میں عوام کو بھی یہ حق حاصل ہے کہ وہ جب چاہیں اپنے حکمران کا محاسبہ کریں کیونکہ دونوں فریقوں کا رشتہ خیر سگالی پر مشتمل ہوتا ہے اور خیر سگالی کا تقاضا یہ ہے کہ اگر حکمران غلطی کرے تو ان کا محاسبہ کیا جائے۔

دنیا میں عدل وانصاف کا دعویٰ تو ہر کوئی کرتا ہے لیکن اصل انصاف صرف اللہ کی کتاب اور شریعت محمدی میں ہے۔ جن لوگوں نے اللہ کے احکامات کو چھوڑ کر انصاف کے مقاصد حاصل کرنے کی کوشش کی وہ ہمیشہ ناکام رہے ہیں۔

نتائج البحث:

انصاف کی پاسداری کرنا کسی حکومت یا عدلیہ کا کام نہیں ہے بلکہ معاشرے کے ہر فرد کی ذمہ داری ہے کہ وہ ہر ایک کے ساتھ عدل وانصاف سے پیش آئے، دوسروں کو بھی انصاف پر قائم رہنے کی ترغیب دے۔ اور خود بھی انصاف کرے، جو ریاست اپنی رعایا کو صاف وشفاف بغیر کسی امیری اور غریبی کے فرق کے انصاف فراہم کرتی ہے۔ وہی

---

[11]- امام بخاری، الجامع بخاری (دار الطوق الجوی 1422ھ) حدیث 2409۔

[12]- ایضاً، ص 26:38

ریاست پھلتی اور پھولتی ہے۔ جو ریاستیں اور جو معاشرے انصاف قائم نہیں کر سکتے یا انصاف پر قائم نہیں رہ سکتے ظلم و ستم ان کا مقدر بن جاتے ہیں اور وہ ریاستیں فتنہ و فساد کی بھینٹ چڑھ کر ایک مدت کے بعد ختم ہو جاتی ہیں۔ اسلامی ریاست میں بھی اور غیر اسلامی ریاست میں بھی عدل و انصاف کو قائم رکھنے میں ہی بھلائی ہے۔